تذکرۃ المشاہیر

ڈاکٹر حافظ محمد طارق

ابو عبید قاسم بن سلامؒ کے اَحوال و آثار

نام ونسب

ابو عبید قاسمؒ دوسری صدی ہجری کے معروف فقیہ، نحوی اور عالم قرآن تھے۔ آپ کا نام قاسم، کنیت ابو عبید اور باپ کا نام سلام تھا۔ ابن ندیم نے اپنی معروف تصنیف الفہرست میں اتنا اور اضافہ کیا ہے: "قيل سلام بن مسكين بن زيد" ①

ولادت

ابو عبیدؒ قاسم ۱۵۴ھ / ۷۷۰ء میں خراسان کے شہر ہرات میں پیدا ہوئے۔ ② ان کے والد رومی النسل اور ہرات کے کسی شخص کے غلام تھے۔ قبیلہ اُزد سے ان کا تعلق تھا۔ عرصۂ دراز تک بغداد میں مقیم رہے۔ اسی بنا پر اُزدی اور بغدادی کی نسبتوں سے مشہور ہیں۔ ③

تعلیم وتربیت

ابو عبیدؒ نے علم کی تلاش و جستجو میں متعدد مقامات کے سفر کئے۔ ابتدائی عمر ہی میں اُنہوں نے کوفہ اور بصرہ کا سفر کیا تاکہ خلافتِ اسلامیہ کے ابتدائی دور کے علما کی زیر نگرانی اَدب، فقہ، حدیث اور دینی علوم کی تحصیل کریں۔ ④ علامہ ابن سعدؒ کا بیان ہے:

"طلب للحديث والفقه"⑤ "یعنی حدیث وفقہ کی تلاش وجستجو کی۔"

آپ نے علم کے حصول میں ابن معین کے ہمراہ مصر کا سفر اختیار کیا، طبقات ابن سعد میں

---

① الفہرست لابن ندیم، ص۱۲

② اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اوّل، مقالہ ابو عبید القاسم بن سلام

③ تاریخ بغداد: ۱۲/ ۴۰۳-۴۰۴

④ إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الاصول: ۶/ ۱۶۲

⑤ طبقات ابن سعد: ۲/ ۹۳

ان کے بارے میں مکہ اور مدینہ جانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ⑥

اساتذہ وشیوخ

ابوعبیدؒ نے نحو، لغت، قراءت اور حدیث کی تکمیل جن ائمہ فن اور اکابر فضلا سے کی تھی، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

ابن عربیؒ، ابوبکرؒ بن عیاش، ابوزکریا کلابیؒ، ابو زید انصاریؒ، ابوعمرو شیبانیؒ، اسماعیل بن جعفرؒ، اصمعیؒ، جریر بن عبدالحمیدؒ، سفیان بن عیینہؒ، شجاع بن نصرؒ، صفوان بن عیسیٰؒ، عبدالرحمن بن مہدیؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، یحییٰ بن سعید قطانؒ، یحییٰ بن صالح اور یزید بن ہارونؒ وغیرہ۔ اس زمانہ میں کوفہ اور بصریٰ نحو ولغت کے مرکز تھے۔ ابوعبیدؒ کو دونوں مراکز کے ائمہ فن سے کسب فیض کا موقع ملا۔ ⑦

تلامذہ

ابوعبید القاسمؒ جیسے فاضل اور یکتائے زمانہ سے متعدد طلبا نے استفادہ کیا۔ مؤرخین نے ان کے کچھ شاگردوں کے نام بیان کیے ہیں:

ابوبکر بن ابی الدنیا، احمد بن یحییٰ بلاذری، احمد بن یوسف تغلبی، حسن بن مکرم، عباس دوری، عباس عنبری عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی، علی بن عبدالعزیز بغوی، محمد بن اسحق صاغانی، محمد بن یحییٰ مروزی اور نصر بن داؤد۔ ⑧

روایات

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ان کی روایتیں کتبِ حدیث میں میری نظر سے نہیں گزریں، البتہ ان کے اَقوال اکثر کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں۔ ⑨

امام بخاریؒ نے 'کتاب الادب' اور بعض دوسرے اَبواب وکتب میں، امام ابو داؤدؒ نے کتاب الزکوٰۃ میں اور امام ترمذیؒ نے قراءت ونحو کے متعدد اَبواب میں ان کے اقوال نقل کئے

⑥ طبقات ابن سعد: ۲/ ۹۳

⑦ تہذیب التہذیب: ۸/ ۳۱۵ ⑧ ایضاً

⑨ تقریب التہذیب، تحقیق وتعلیق ارشاد الحق اثری، ص ۲۰۵

ہیں۔ (۱۰)

دینی علوم میں مہارت

ابو عبید قاسمؒ مختلف علوم وفنون کے جامع اور گوناگوں اَوصاف اور کمالات سے متصف تھے۔ احمدؒ بن کامل فرماتے ہیں:

''ابوعبیدؒ اپنے زمانہ میں ہرفن کے امام، جملہ اسلامی علوم: قراءت، تفسیر قرآن، فقہ، حدیث اور عربیت کے ماہر وتبحر عالم اور روایات واَخبار کے صحیح ناقل وراوی کی حیثیت سے مشہور و ممتاز تھے۔''

عبداللہ بن جعفر کا بیان ہے کہ

''ابوعبداللہؒ بغداد کے ان مشہور علماے اسلام میں تھے جو کوفیوں کے نحوی مذہب کے قائل اور کوفیوں اور بصریوں سے نحو، لغت اور غریب الفاظ کے راوی، جملہ علوم میں یکتا و جامع، قراءت کے عالم اور علم واَدب کے تمام فنون میں کثیر التصانیف تھے۔'' (۱۱)

علامہ ابن کثیرؒ مختلف علوم وفنون میں ان کی مہارت کا ان الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں:

أحد ائمة اللغة والفقه والحديث والقرآن والأخبار وأيام الناس (۱۲)

''وہ لغت، فقہ، حدیث، قرآن اور اخبار ووقائع کے ماہر اور ائمہ فن میں تھے۔''

علامہ موصوف میں تلاش وتحقیق کا خوب ذوق پایا جاتا تھا۔ اُنہوں نے اپنی کتاب 'غریب الحدیث' کی تکمیل میں ۴۰ سال صرف کردیئے۔ علمی تحقیق کے سلسلے میں اُنہیں اپنے معاصرین بلکہ اپنے سے کم تر درجہ کے لوگوں سے بھی استفادہ میں کوئی عار نہیں تھا۔

ذیل میں ان کے علمی کمالات کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

(۱) قراءت وتفسیر

ابوعبید قاسمؒ قرآنِ مجید اور اس کے متعلقہ علوم پر دسترس رکھتے تھے اور فن قراءت میں تو وہ امامِ وقت تھے۔ ان کی معروف تصنیف 'کتاب القراءت' کا ذکر کرتے ہوئے صاحب

(۱۰) تهذيب التهذيب: ۳۱۸/۸

(۱۱) تاریخ ابن خلکان، بتحقیق الدکتور احسان عباس: ۱۶۳/۲

(۱۲) البداية والنهاية: ۲۹۱/۱۰

کشف الظنون نے لکھا ہے کہ

''لوگوں نے ابو عبیدؒ کو ممتاز قاری قرار دیا ہے۔''⑬

بعض مؤرخین نے ان کو أحد أئمة القرآن کے نام سے یاد کیا ہے۔

② حدیث

ابو عبیدؒ کو جن علوم سے خاص تعلق اور اشتغال تھا، ان میں ایک فن حدیث بھی ہے۔ طلب حدیث میں موصوف کے شوق و دلچسپی کا مؤرخین اور علماے سیرت نے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اصحابِ فن نے المُحدِّث اور عالم بالحدیث کے الفاظ سے ان کا تذکرہ کیا ہے ۔فن حدیث میں اُنہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں جو متاخرین علما کی توجہ کا مرکز رہیں۔

ابو عبیدؒ حدیثوں کے حافظ اور اس کی دقیق علتوں سے پوری طرح باخبر تھے۔ امام ابوداودؒ نے اُنہیں ثقہ و مامون، دارقطنی، یحییٰ بن معین اور ابن ناصر الدین نے ثقہ اور حافظ، ابن حجر نے ثقہ اور فاضل قرار دیا ہے۔⑭

③ فقہ

علامہ ابو عبیدؒ کا خاص فن فقہ ہے، اس موضوع پر ان کی متعدد تصانیف ہیں۔ خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں کہ فقہ میں ابو عبیدؒ کی نظر بڑی دقیق اور راسخ تھی۔ علامہ ذہبیؒ نے اُنہیں فقیہ و مجتہد اور عارف بالفقہ کے لقب سے موسوم کیا ہے۔⑮

④ ادب و عربیت

ابو عبید قاسمؒ کو سب سے زیادہ لگاؤ ادب، لغت، نحو اور عربیت سے تھا۔ ان فنون میں ان کی کئی بلند پایہ کتابیں ہیں۔ علامہ ابن سعدؒ نے ان کو ادیب، صاحبِ نحو و عربیت لکھا ہے۔⑯

علمی مقام و مرتبہ

محدث ابو عبیدؒ قاسم کے علم و فضل کے متعلق بے شمار اَقوال کتابوں میں مذکور ہیں۔ ان

⑬ کشف الظنون: ۲/۲۹۴

⑭ تہذیب التہذیب: ۸/۳۱۸......تاریخ بغداد: ۱۲/۴۱۴-۴۱۵

⑮ تاریخ بغداد: ۱۲/۴۱۴ ⑯ طبقات ابن سعد: ۲/۹۳

کے اساتذہ، تلامذہ، معاصرین اور سوانح نگار سب ان کے علمی کمالات کے مداح و معترف ہیں۔ اسحٰقؒ بن راہویہ فرماتے ہیں کہ

''ابو عبیدؒ مجھ سے اور امام احمدؒ و امام شافعیؒ سے زیادہ صاحبِ علم اور علم و ادب اور جامعیت و کمال میں ہم سب سے زیادہ ممتاز و فائق تھے۔ ہم لوگ تو ان کے محتاج ہیں مگر وہ ہم سے مستغنی ہیں۔''

جبکہ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

''وہ ہمارے شیخ اور ان بزرگوں میں تھے جن کی خیر و برکت میں برابر اضافہ ہوتا ہے۔''⑰

ابن کثیرؒ نے أحد أئمة الدنیا، حافظ ابن حجرؒ نے الإمام المشهور، امام ذہبیؒ نے العلامة العالم اور الإمام البحر جیسے اَلقاب کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے۔⑱

فقہی مسلک

ابو عبیدؒ خود فقیہ اور مجتہد تھے اور اپنے دور کے مذاہبِ فقہ میں کسی مذہب کے مقلد نہ تھے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے مقابلے میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے مذہب سے زیادہ قریب تھے۔ چنانچہ اپنی کتابوں میں ان بزرگوں کے مسالک کے شواہد، احادیث و روایات سے ان کی تطبیق اور نحوی و لغوی استدلال سے ان کو قوی ثابت کیا ہے جس سے ان مذاہب کی جانب ان کے رجحان کا پتہ چلتا ہے۔⑲

لیکن درحقیقت وہ کسی مسلک کے پابند نہ تھے، البتہ صاحبِ فقہ اور مجتہد ہونے کے باوجود امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے علمی و فقہی طور پر زیادہ قربت رکھتے تھے۔

تصانیف

ابو عبید قاسمؒ علمی کمالات کے ساتھ مسلمہ مصنف اور اہل قلم بھی تھے۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ

''ان کی تصانیف لوگوں میں مشہور اور مقبول تھیں۔''⑳

---

⑰ تذکرة الحفاظ: ۶/۲ ⑱ تاریخ ابن خلکان، ۱۶۳/۲

⑲ تاریخ بغداد، ۴۰۵/۱۲ ⑳ البدایة والنهایة: ۲۹۲/۱۰

جاحظ جیسے بلند پایہ ادیب وانشا پرداز کو بھی ان کی تصانیف کی خوبیوں کا اعتراف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

"لم يكتب الناس أصح من كتبه ولا أكثر فائدة"[۴۱]

''ان سے زیادہ صحیح، عمدہ اور مفید کتابیں لوگوں نے نہیں لکھیں۔''

موصوف نے مختلف فنون پر کتابیں لکھیں۔ مؤرخین اور علماے سیر نے ان کو کثیر التصانیف اور صاحب مصنفاتِ کثیرہ لکھا ہے۔ ابن ندیم نے ان کی بیس کتابوں کے نام لکھے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے علاوہ بھی فقہ میں متعدد کتابیں اُنہوں نے لکھیں۔[۴۲]

کتبِ فقہ

ذیل میں ان کی بعض کتابوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

① کتاب الاحداث ② کتاب الحیض
③ کتاب الحجر والتسلیم ④ کتاب أدب القاضی
⑤ کتاب الناسخ و المنسوخ ⑥ کتاب الأیمان والنذور[۴۳]

کتبِ قراءت وقرآن

① کتاب فضائل القرآن ② کتاب المقصور والممدود
③ کتاب القراء ت ④ کتاب معانی القرآن

کتبِ حدیث

① كتاب الطهارة یاكتاب الطهور ②غريب الحديث[۴۴]

---

[۴۱] معجم الادباء: ۱۶۳/۶ [۴۲] الفہرست، ص ۱۱۲

[۴۳] تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الفہرست، ص ۱۱۲، کشف الظنون: ۱۵۰/۱، ۱۶۷، ۱۶۱/۲، ۱۴۴۹، الرسالۃ المستطرفۃ، ص ۴۰

[۴۴] اس کتاب میں حدیثوں کے دقیق مسائل و مباحث اور مشکل الفاظ و لغات کی تشریح کی گئی ہے۔ ابو المظفر محمد بن آدم (ت ۴۱۴ھ) اس کے شارح ہیں۔ (کشف الظنون: ۱۶۷/۱)

کتب انساب، شعر ونحو

① کتاب النسب ② کتاب الشعراء

③ کتاب المذکر والمؤنث

امام موصوف کی ایک بلند پایہ تصنیف 'کتاب الاموال' ہے، یہ چھپ چکی ہے۔[۲۵] اور بہت سے اَجزا واَبواب پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اسلامی حکومتوں کے مالیاتی نظام سے متعلق تمام اُمور ومسائل پر جامع وحاوی ہے۔ حدیث کے علاوہ فقہی اور اجتہادی حیثیت سے بھی اس کتاب کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ ''یہ فقہ کی بہترین کتاب ہے۔''[۲۶]

بعض اصحابِ سیر کے نزدیک ابو عبید قاسمؒ کی تصنیفات میں سب سے اہم اور بے نظیر کتاب غریب المصنف یا المصنَّف الغریب ہے، اس میں اُنہوں نے پہلے انسان، پھر عرش اور اس کے بعد گھوڑوں اور اونٹوں اور دوسرے اَنواع وصفات کی خلقت کا یکے بعد دیگرے تذکرہ کیا ہے۔[۲۷]

اس کتاب کو مصنف خود بھی بہت پسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میرے نزدیک دس ہزار دینار سے بہتر ہے۔[۲۸]

وفات

معتصم باللہ کے عہدِ خلافت میں ۲۲۳ھ میں مکہ معظّمہ میں ۷۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

㉕ ۱۳۵۳ھ میں محمد حامد الفقی نے پہلی مرتبہ کتاب الاموال کو ۶۱۶ صفحات میں مصر سے کئی نسخوں سے مقابلہ وتصحیح کے بعد شائع کیا ہے۔

㉖ تاریخ بغداد: ۴۰۵/۱۲

㉗ ایضاً: ۴۰۶/۱۲

㉘ الفہرست، ص۱۱۳